ریڈیو پاکستان پر قوم سے خطاب کی دعوت دی گئی۔ ملک وقوم سے محبت کرنے والے اسلام کے شیدائی، آزادی وطن کے سپاہی، قلم کے سپہ سالار، قول کے کھرے، اپنے مال، جائیداد، اور جان بھی قوم پروار گئے۔ شیخ صاحبؒ نے جب سیاست میں قدم رکھا تو کروڑوں کی جائیداد کے مالک تھے۔ ۲۱ جون ۱۹۶۷ء کو جنازہ اٹھا تو ہزاروں سر پر تھے۔ انہوں نے ملیں، کوٹھیاں، ہوٹل، کلب، محل اور جائیدادیں نہیں بنائیں بلکہ جو تھا، اسے بھی قوم پر لٹا کر عیش وعشرت کی زندگی چھوڑ کر، کانٹوں کی راہ چن لی۔ اور قوم کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھ کر سب کچھ قوم کو ہی لٹا دیا۔

مضطر گجراتی

آہ! شیخ حسام الدینؒ

مسند نشین مجلسِ احرار اٹھ گیا
اس قافلے کا آخری سالار اٹھ گیا

افرنگ کی سیاستِ خونخوار کے خلاف
ہر دم رہا جو برسرِ پیکار اٹھ گیا

حزن و الم کے سائے افق پر محیط ہیں
تہذیب مشرقی کا علمدار اٹھ گیا

سوز و گدازِ عشق کی آواز تھم گئی
راز و نیازِ حسن کا معیار اٹھ گیا

وہ رہنما جو چھپ گیا اپنے غبار میں
وہ سربراہ جو سرِ بازار اٹھ گیا

جس کی خودی جھکی نہ درِ اقتدار پر
وہ بندۂ غیور وضعدار اٹھ گیا

جس کے جنون و شوق کی وسعت تھی بیکراں
جس کی نظر تھی واقفِ اسرار اٹھ گیا

جرأت کا راگ ٹوٹ گیا جس کی موت سے
گویا خلوص اٹھ گیا، ایثار اٹھ گیا

جس کی گرج سے لرزہ براندام تھے حریف
جس کا لقب تھا ضیغمِ احرار اٹھ گیا

وہ پاسبانِ ختم نبوت خموش ہے
وہ جان نثارِ احمد مختارؐ اٹھ گیا

خمخانۂ حجاز کا ساغر لئے ہوئے
خمخانۂ حجاز کا میخوار اٹھ گیا

اے زندگی ملے گا تجھے اب کہاں سکوں
وہ لٹ گئی بساط، وہ دربار اٹھ گیا

مضطر دیا تھا جس نے ہزاروں کو اعتماد
محسوس کر رہا ہوں وہ غمخوار اٹھ گیا